چھٹا باب

ایمان بالکتب

وہ کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے رسولوں پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل فرمائیں انہیں کتب سماویہ کہتے ہیں۔ یہ سب اللہ کا کلام لوگوں کے نام تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی مخلوق کے لئے محبت کی علامت تھی۔

کتب سماوی پر ایمان کی حقیقت

ان کتب پر ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے کلام خاص کو وحی کے ذریعے جن جن انبیاء کرام پر اتارا ہے میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور غیر متزلزل ایمان رکھتا ہوں۔ قرآن مجید کا مطالبہ ہے کہ ان کتب پر ایمان لانا ہر مومن پر شرعی اعتبار سے واجب ہے اور جو نہیں مانتا وہ از روئے قرآن اہل ایمان کی صف سے خارج ہے۔

یہ بھی اس ایمان کا حصہ ہے کہ ان کتب نے ایک دوسرے کے بعض احکام و مسائل کی تنسیخ کی ہے اور احکام تبدیل بھی کئے ہیں۔ توراۃ کے بعض احکام انجیل نے منسوخ کئے۔ اسی طرح قرآن مجید کے نزول سے توراۃ وانجیل کے بہت سے احکام منسوخ ہو گئے مگر عقیدہ کسی بھی کتاب نے منسوخ یا تبدیل نہیں کیا۔ نیز یہ بھی ایمان کا جزو ہے کہ اہل کتاب نے ان کتب سماویہ میں خود ہی تحریف کر ڈالی تھی۔ قرآن مجید نے اس تحریف وتبدیلی کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا ہے۔

کتب سماوی کی تفصیل:

قرآن مجید جن کتب کے نام اور صحائف کا ذکر کرتا ہے ان کا مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔

صحف ابراہیم: یہ غالباً پہلی کتب ہیں جو چند صفحات میں ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیں۔ ان صحف میں ظاہر ہے ہدایت و راہنمائی کی اور عقائد کی باتیں ہوں گی۔ یہ صحیفے مفقود ہیں۔ قرآن مجید نے ان صحیفوں میں موجود بعض دینی حقائق کے کچھ اشارے دیئے ہیں۔ مثلاً سورۃ الاعلیٰ کی مندرجہ ذیل آیات قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ○ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ○ (۱۹۔۱۸)

ترجمہ: بے شک یہ پہلے صحیفوں میں بھی تھیں۔ ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں۔

توراۃ: یہ مقدس کتاب موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یہ عبرانی لفظ ہے جس کا مطلب ہے 'تعلیم یا شریعت' توراۃ ان الواح پر مشتمل تھی جو موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بعد از مناجات عطا کی گئی تھیں۔ اس میں شرعی احکام تھے جو بنی اسرائیل کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے تھے۔ کچھ احکام کے نمونے قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ مثلاً

وكتبنا عليهم فيها أن النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسِّن بالسِّنِ والجروح قصاص فمن تصدّق به

فهو كفارة له...(لمائدة ٤٥)

ترجمہ: اور ہم نے (یہودیوں) کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔ پھر جو شخص اسکو معاف کردے تو وہ اس کیلئے کفارہ ہے۔

زبور: سریانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "مکتوب" یعنی لکھی ہوئی چیز۔ یہ پاک کلام داؤد علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اس میں مناجات تھیں اور کچھ احکامات تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ. (لانبياء ١٠٥)

ترجمہ: اور بے شک زبور میں ہم نے ذکر کے بعد یہ لکھا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

انجیل: یہ یونانی لفظ ہے جس کا معنی ہے خوشخبری۔ یہ وہ کلام پاک ہے جو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ پر اتارا تھا جس میں ہدایت تھی نور تھا تو راۃ کی تصدیق تھی اور خدا ترس لوگوں کیلئے نصیحت کی باتیں تھیں۔ شرعی احکام کے علاوہ اس میں آپؐ کی رسالت اور آپؐ کی اور صحابہ کرامؓ کی صفات محمودہ کا ذکر بھی تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ... (الفتح --- ٢٩)

ترجمہ: اور ان کی مثال انجیل میں ایک کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے

مضبوط کیا اور وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوئی کسانوں کو خوش کرتی ہے تا کہ کفار ان کی وجہ سے غضبناک ہوں۔

القرآن: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ ایک ایسی میزان ہے جس کے ذریعے سے آسمانی کتابوں کے تحریف شدہ اور صحیح حصوں کا علم ہوتا ہے۔ قرآن مجید پر ایمان لانا اور اسے اللہ کا کلام جاننا ' ایمانیات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ... (النسآ: ١٣٦)

ترجمہ: اے اہل ایمان! اللہ پر اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی گئی۔ ایمان لے آؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وأنزلنا إليك الكتب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمناً عليه. (المائدة: ٤٨)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ؐ کی طرف حق کے ساتھ کتاب کو نازل کیا ہے جو اپنے سے قبل کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان پر نگران ہے۔

قرآن کا معنی: لفظ قرآن، قرأ سے ماخوذ، مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کا مطلب ہے بہت زیادہ بار بار پڑھی جانے والی کتاب۔ یہ ایسا کلام ہے جسے اللہ نے اپنے الفاظ اور معنی دونوں کے ساتھ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام محمد رسول ﷺ پر بتدریج اتارا ہے۔ یہ کلام معجزہ ہے۔ آپ کی وفات کے وقت یہ مکمل تھا اور مسلمانوں کے پاس

محفوظ تھا۔ اس میں کسی چیز کی کمی یا زیادتی نہیں کی گئی۔ اس اعتبار سے قرآن مجید کو ماننا حقیقی ایمان ہے۔

قرآن مجید کے نزول کے ساتھ ہی اس کو "کلام اللہ" ماننے سے مشرکین مکہ نے انکار کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ اس کو محمد رسول اللہؐ نے خود گھڑ لیا ہے یا کچھ دوسرے لوگ موجود ہیں جو آپؐ کو سکھاتے ہیں۔ ان کی ان باتوں کا جواب قرآن مجید نے وضاحت سے دیا اور انہیں چیلنج بھی کیا کہ اگر اسے محمد رسول اللہؐ نے خود بنایا ہے تو تم بھی اس کی ایک آیت جیسی آیت بنا لاؤ مگر وہ افصح العرب ہونے کے باوجود اس سے عاجز تھے اور یہی ثبوت تھا قرآن کے "کلام اللہ" ہونے کا۔

خصائص قرآن مجید: قرآن مجید اپنے ادبی اسلوب کے لحاظ سے بھی حسن و جمال کا شاندار مرقع ہے۔ یہ مقدس کتاب قانون سازی کے میدان میں بھی معراج کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ اللہ سے متعلق اور امور غیبیہ کے سلسلے میں ایسی باتیں بیان کرتی ہے جن کو انسان نہ جانتا ہو اور نہ ہی اپنی عقل کے ذریعے دریافت کر سکتا ہو۔ انسانی شخصیت پر تحقیق کرنے والا ایک سائنسدان قرآن مجید کی آیت:

بَلٰى قَادِرِيْنَ عَلٰٓى أَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ○ (القیامہ: ٤)

ترجمہ: ہم تو ان کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں۔

سن کر مسلمان ہو گیا۔ کیونکہ اب یہ انکشاف ہو چکا ہے کہ انگلیوں کی پوروں پر موجود مخصوص نشانات (Finger Prints) اللہ کا ایسا معجزہ ہیں کہ روئے زمین پر کوئی دو شخص ایسے نہ ملیں گے جن کے نشانات ایک جیسے ہوں۔

1500 سال قبل اس کی خبر کس نے دی؟ اللہ کے رسولؐ تو کسی مدرسے، کالج

یا کسی یونیورسٹی سے سند یافتہ نہیں تھے اور نہ مکہ کا ماحول کسی بھی اعتبار سے علمی تھا۔ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کا ذاتی۔ قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اس کتاب ہدایت کے لئے کلام اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ... (الفتح:۱۵)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں۔

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ہے:

''پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے معجزات دیئے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور مجھ کو جو معجزہ عطا ہوا ہے، وہ قرآن ہے۔'' (بخاری، باب الاعتصام)

تاریخ میں چند مثالیں ملتی ہیں جبکہ اس چیلنج کو قبول کر کے جواب دینے کی کوشش کی گئی:

☆ سب سے پہلا واقعہ لبید بن ربیعہ کا ہے جو عربوں میں اپنے قوت کلام اور تیزی طبع کیلئے مشہور تھا۔ اس نے جواب میں ایک نظم لکھی جو کعبہ کے پھاٹک پر آویزاں کی گئی۔ اور یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو صرف کسی اعلیٰ ترین شخص ہی کو ملتا تھا، اس واقعہ کے بعد جلد ہی کسی مسلمان نے قرآن کی ایک سورہ لکھ کر اس کے قریب آویزاں کر دی۔ لبید (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) جب اگلے روز کعبہ کے دروازہ پر آئے اور سورہ کو پڑھا تو ابتدائی فقروں کے بعد ہی وہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے اور اعلان کیا کہ بلاشبہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے، اور میں اس پر ایمان لاتا ہوں ۔۔۔ حتیٰ کہ عرب کا یہ مشہور شاعر قرآن کے ادب سے اسقدر متاثر ہوا کہ اس کی شاعری چھوٹ گئی۔ بعد میں ایک مرتبہ عمرؓ نے ان سے اشعار کی فرمائش کی تو انہوں

نے جواب دیا:

”جب خدا نے مجھے بقرہ اور آل عمران جیسا کلام دیا ہے تو اب شعر کہنا میرے لئے زیبا نہیں۔“ (استیعاب ابن عبدالبر، ترجمہ لبید)

☆ واقعہ یہ ہے کہ منکرین مذہب کی ایک جماعت نے یہ دیکھ کر کہ قرآن لوگوں کو بڑی شدت سے متاثر کر رہا ہے، یہ طے کیا کہ اس کے جواب میں ایک کتاب تیار کی جائے، انہوں نے اس مقصد کیلئے ابن المقفع (م ۷۲۷ء) سے رجوع کیا جو اس زمانے کا ایک زبردست عالم، بے مثال ادیب اور غیر معمولی ذہین آدمی تھا، ابن مقفع کو اپنے اوپر اتنا اعتماد تھا کہ وہ راضی ہو گیا، اس نے کہا کہ میں ایک سال میں یہ کام کر دوں گا، البتہ اس نے یہ شرط لگائی کہ اس پوری مدت میں اس کی تمام ضروریات کا مکمل انتظام ہونا چاہئے تا کہ وہ کامل یکسوئی کے ساتھ اپنے ذہن کو اپنے کلام میں مرکوز رکھے۔

نصف مدت گزر گئی تو اس کے ساتھیوں نے یہ جاننا چاہا کہ اب تک کیا کام ہوا ہے۔۔۔ وہ جب اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس کو اس حال میں پایا کہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ قلم اس کے ہاتھ میں ہے، گہرے مطالعہ میں مستغرق ہے، اس مشہور ایرانی ادیب کے سامنے ایک سادہ کاغذ پڑا ہوا ہے، اس کی نشست کے پاس لکھ لکھ کر پھاڑے ہوئے کاغذات کا ایک انبار ہے اور اسی طرح سارے کمرہ میں کاغذات کا ڈھیر لگا ہوا ہے، اس انتہائی قابل اور فصیح اللسان شخص نے اپنی بہترین قوت صرف کر کے قرآن کا جواب لکھنے کی کوشش کی، مگر وہ بری طرح ناکام رہا، اس نے پریشانی کے عالم میں اعتراف کیا کہ صرف ایک فقرہ لکھنے کی جدوجہد میں اس کو چھ مہینے گزر گئے مگر وہ لکھ نہ

سکاؑ چنانچہ ناامید اور شرمندہ ہوکر وہ اس خدمت سے دست بردار ہوگیا۔(مذہب اور جوہر چیلنج از مولانا وحیدالدین خان)

فتنہ خلق قرآن

قرآن مجید کو کلام اللہ نہ ماننے کا ایک طریقہ قرآن کو دوسری مخلوقات کی طرح مخلوق ماننا ہے۔

پس منظر: عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں عقل پسندوں کی طرف سے ایک بہت بڑا فتنہ اس سوال کی شکل میں کھڑا ہوا کہ اللہ کا کلام مخلوق ہے یا نہیں۔ یہ عقل پسند معتزلہ کہلاتے تھے اور جن کے عقائد میں یہ بات شامل تھی کہ اللہ کا کلام مخلوق ہے۔ جس طرح دوسری مخلوقات کو دوام نہیں اسی طرح اللہ کے کلام کو بھی دوام حاصل نہیں ہے۔انہوں نے قرآن مجید کی آیت کے حصہ

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ... (الرعد:١٦)

ترجمہ:اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔

سے استدلال لیتے ہوئے یہ نظریہ بزور طاقت منوانا چاہا کہ قرآن مجید بھی مخلوق کے زمرے میں آتا ہے۔ بظاہر یہ بات دل کو لگتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ عقیدہ عقائد اسلامی کے سراسر خلاف ہے۔دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے اس لئے کہ ہر مخلوق ختم ہونے والی شے ہے اگر قرآن کو مخلوق جانا جائے تو اس کا مطلب ہے دیگر مخلوقات کی طرح یہ بھی ختم ہوجائے گا۔پھر جس کا کلام ہے وہ بھی مخلوق ٹھہرا اس طرح وہ بھی ختم ہوجائے گا۔ جبکہ قرآن مجید کہتا ہے کہ اس کی تعلیمات قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہیں۔

مزید یہ کہ قرآن مجید اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم ہیں یعنی ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ نیز اللہ کی ذات ہمیشہ سے تھی اسی طرح اس کی صفات بھی ہمیشہ سے تھیں۔ قرآن مجید بھی ہمیشہ سے لوح محفوظ میں موجود تھا اگر چہ وہ انسانوں کو 1500 سال قبل عطا کیا گیا۔ اللّٰہ خالق کل شیئ ءِ سے دلیل لینا اس لئے بھی درست نہیں کہ یہاں کل کا لفظ ہر تخلیق کردہ چیز کے لئے ہے نہ کہ ہر غیر مخلوق کے لئے بھی۔ جبکہ کل کے مفہوم میں عموم کا مفہوم شامل نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں سلیمانؑ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أوتینا من کل شئی "ہم ہر چیز دیئے گئے ہیں"۔

ظاہر ہے کہ دنیا کی ہر چیز ان کو نہیں ملی تھی۔ لہٰذا یہاں کل کا لفظ ''بہت سی'' کے معنوں میں آئے گا۔

چنانچہ ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جس کے حروف اور الفاظ دونوں غیر مخلوق ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں اور سب سے افضل، آخری، مکمل، محفوظ، سابق کتابوں کا بیان اور ان کی تصدیق کرنے والی، لوگوں کی فیصل، دلوں کے لئے باعث شفا، ہر معاملہ کے لئے عقدہ کشا اور اہل ایمان کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ یہی تمام ائمہ محدثین کا موقف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ قرآن اللہ کے علم میں سے ہے۔ نیز اس میں اللہ کے نام ہیں جب آدمی اللہ کے علم کو مخلوق کہتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ ایسا کہنے والے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو

پہلے علم نہیں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے علم کو پیدا کیا اور جانا۔ (کتاب السنہ ص ۱۰۲/ج۱)

امام مالکؒ فرماتے ہیں: جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے اس کو کوڑے لگائے جائیں اور قید میں ڈال دیا جائے۔ (کتاب السنہ: ۱۰۷)

توہین قرآن:

قرآن کریم اللہ کا کلام اور اس کی صفت ہے اس لئے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

القرآن أحب إلى الله من في السموت والأرض ومن فيهن (دارمی: ۲۰۲،۳۱۷)

ترجمہ: قرآن اللہ کے ہاں آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: ہر مودب چاہتا ہے کہ اس کا پورا پورا ادب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا ادب قرآن ہے۔ (دارمی ص ۳۱۱، ۳۲)

چنانچہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ قرآن کا ادب کرے اور اس کا ادب یہ ہے کہ ان تقاضوں کو پورا کرے جس سے ادب کی تکمیل اور تعمیل ہوتی ہے۔ اسی ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن کو اس طرح پڑھو جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ اسی طرح جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور غور سے سنو۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

لا تسافروا بالقرآن فإني لا آمن أن ينا له العدو (مسلم ص ۱۳۱، ج۲)

ترجمہ: تم دشمن کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر نہ کرو میں اس سے بے خوف نہیں ہوں کہ دشمن اس کو پائے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

نهی رسول اللہ ﷺ أن یسافر بالقرآن إلی أرض العدو. (بخاری: ص ۴۲۰ ج)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے منع فرمایا: کہ دشمن کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر کیا جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری طور پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ قرآن دشمن کے ہاتھ نہ لگے کیونکہ وہ اس کی توہین کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کا مذاق اڑانا بھی اس کی توہین میں آتا ہے اور یہ نہایت گھناؤنا جرم ہے۔

سورۃ الجاثیہ میں فرمایا:

وإذا علم من آیتنا شیئا اتخذھا ھزوا أولئک لھم عذاب مھین O (الجاثیہ: ۹)

ترجمہ: اور جب ہماری آیات میں سے کچھ کا انہیں علم ہوتا ہے تو یہ ان کو مذاق بناتے ہیں ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

اس مذاق سے منع فرمایا:

... ولا تتخذوا آیات اللہ ھزوا... (البقرۃ: ۲۳۱)

ترجمہ: اور اللہ کی آیات کو باعث تضحیک نہ بناؤ۔ چنانچہ دوسری جگہ اس مذاق اڑانے کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔

قل أباللہ و آیاتہ و رسولہ کنتم تستھزء ون O لا تعتذروا قد کفرتم بعد إیمانکم ... (التوبۃ: ۶۵،۶۶)

ترجمہ: ان سے کہو کیا اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو؟ تم کوئی عذر مت کرو۔ تم ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہو چکے ہو۔

قرآن مجید میں مذکور عقائد اور احکامات میں سے کسی بات کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا بھی قرآن مجید کی توہین ہے۔